جاوید چودھری

قراردادیں

لال دین کی کہانی بہت دلچسپ تھی۔ لال دین اور فضل دین دو بھائی تھے۔ ان کے والد نے مرتے ہوئے اپنا واحد مکان دونوں میں تقسیم کر دیا' لال دین کے حصے میں نچلی منزل آئی اور فضل دین بالائی حصے کا مالک بن گیا۔ مکان کے درمیان میں سٹور قسم کا ایک کمرہ تھا۔ دونوں کے والد نے آخری سانسیں اس کمرے میں لیں۔ والد کی بیماری کے دوران لادل دین نے ان کی بہت خدمت کی۔ لہٰذا والد نے انتقال سے پہلے وہ کمرہ لال دین کو دے دیا۔ لال دین ابھی اس کمرے میں سامان رکھنے کا سوچ ہی رہا تھا کہ ایک دن فضل دین نیچے اترا اور کمرے پر قابض ہو گیا۔ لال دین نے اسے لاکھ سمجھایا، ترلے منتیں کیں، یار احباب سے کہلوایا، پنچایت بلوائی اور ثالث بٹھائے لیکن فضل دین نے قبضہ چھوڑنے سے انکار کر دیا۔ ان دنوں ساری برادری فضل دین کو لعن طعن کرتی تھی لیکن فضل دین کے پروں پر پانی نہیں پڑتا تھا۔ لال دین ہر ملنے ملانے والے کو فضل دین کی بدمعاشی سناتا اور آخر میں درخواست کرتا ''ذرا آپ بھی اس بدمعاش کو سمجھا دیں'' ملنے ملانے والے فضل دین کے خلاف فوراً قرارداد مذمت پیش کر دیتے۔ یہ سلسلہ برسوں تک جاری رہا۔ یہاں تک کہ دونوں کی اولاد جوان ہو گئی۔ لال دین کا ایک بیٹا ذرا اتھرا تھا۔ وہ ایک روز اٹھا اور اس نے نیچے سے چچا کی بجلی، پانی اور گیس بند کر دی۔ فضل دین بہت چلایا۔ اس نے بہت شور کیا لیکن لڑکے نے کنکشن کھولنے سے انکار کر دیا۔ معاملہ پنچایت میں گیا۔ پنچایتی بیٹھے تو لڑکے نے مطالبہ کیا ''چچا پنچایت کے پرانے فیصلے مان لیں' ہمارا کمرہ واپس کر دیں' میں کنکشن کھول دوں گا۔ فضل دین ناراض ہو کر واپس آ گیا لیکن جس گھر میں بجلی ہو، پانی اور نہ ہی گیس' اس کا مالک کتنی دیر ناراض رہ سکتا ہے۔ فضل دین کی ضد نے تیسرے ہی روز دم توڑ دیا' وہ لال دین کے پاس آیا، معافی مانگی اور کمرے کی چابیاں اس کے قدموں میں رکھ دیں۔ اس شام لال دین کا اتھرا بیٹا باپ کی پائنتی بیٹھا اور باپ کے گھٹنے دبا کر بولا ''ابا! ضدی اور قابض لوگ منت کو مانتے ہیں اور نہ مطالبوں کو' یہ لوگ جوتوں کی اولاد ہوتے ہیں' انہیں صرف جوتے ہی منوا سکتے ہیں۔''

لال دین کے اس اتھرے بیٹے کا نام ارشد ہے۔ یہ ارشد میرا بچپن کا دوست ہے۔ آج کل دوہا میں ملازمت کرتا ہے۔ پانچ چھ برس سے میرا اس سے رابطہ نہیں۔ اگر میرے پاس اس کا فون نمبر ہوتا تو میں اس سے درخواست کرتا ''میرے بھائی! تم ذرا چند دن کے لیے ملائشیا چلے جاؤ' وہاں پترا جایا میں عالم اسلام کے سربراہان جمع ہیں۔ تم انہیں اپنی کہانی سناؤ اور آخر میں ان سے عرض کرو' اے اسلامی مملکتوں کے ظل سبحانیو! قراردیں اور مطالبے بااخلاق اور مہذب لوگوں کے لیے ہوا کرتے ہیں' قابضین کے لیے نہیں۔ ضد کا مقابلہ ضد اور قبضے کا مقابلہ قبضہ ہوتا ہے کیونکہ ظالم صرف ظلم کی

زبان سمجھتا ہے۔ارشد کو پتا چلا یا میں ہونا چاہیے تھا۔اس پتا چلا یا میں، جس میں ۱۸/ اکتوبر ۲۰۰۳ء کو عالم اسلام نے ایک بار پھر کشمیر پر بھارت کے خلاف مذمتی قرارداد پاس کردی، جس میں او آئی سی نے بھارت سے پرزور مطالبہ کیا۔ بھارت اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق کشمیر کا فیصلہ کرے۔ جب یہ قرارداد پاس ہورہی تھی۔ ارشد کو اس وقت وہاں ہونا چاہیے تھا تا کہ وہ عالم اسلام کے ۵۷ بادشاہوں، امیروں اور صدروں کو قبضے چھڑانے کا طریقہ بتا سکتا اور اگر یہ ممکن نہ ہوتا تو کم از کم وہ شہر کے درمیان کھڑے ہوکر قہقہے ہی لگا دیتا۔

کشمیر کا مسئلہ ۱۹۴۷ء میں پیدا ہوا تھا، عربوں سے بھارت کے تعلقات ۵۰ء اور ۶۰ء کی دہائی میں قائم ہوئے تھے۔او آئی سی نے ۱۹۶۹ء میں جنم لیا تھا۔۱۹۶۹ء ہی سے کشمیر او آئی سی کے ایجنڈے پر چلا آرہا ہے۔ پورا عالم اسلام ۵۵ برس سے انفرادی اور ۳۴ سال سے اجتماعی سطح پر بھارت کی مذمت کررہا ہے لیکن بھارت کے کان پر جوں تک نہیں رینگ رہی۔ کیوں؟ کیونکہ بھارت جانتا ہے عالم اسلام کشمیر کے مسئلے پر سنجیدہ نہیں۔ یہ محض خالی خولی نعرے اور زبانی کلامی مطالبے ہیں۔ بھارت کے یہ خیالات سو فیصد درست ہیں۔خود سوچئے! جو بھارت، سعودی عرب، امارات اور کویت سے ۸ ارب ڈالر کا تیل خریدتا ہو، جو بھارت، عربوں کو ۱۰ ارب ڈالر کی مصنوعات، سبزیاں اور اناج فروخت کرتا ہو اور جس بھارت کے ۴۸ لاکھ شہری عرب ریاستوں میں کام کررہے ہوں اور یہ لوگ ہر سال اربوں روپے کا زرمبادلہ کماتے ہوں۔اس بھارت کو کشمیر پر عالم اسلام کی سنجیدگی جاننے کے لیے کتنی دیر لگے گی، کیا دنیا نہیں جانتی پورا عالم اسلام تو رہا ایک طرف صرف عرب ممالک بھارت کو تیل کی سپلائی بند کردیں، بھارت شدید مالیاتی، تجارتی اور سفارتی بحران کا شکار ہوجائے گا، چند ہی دنوں میں گھٹنے ٹیک دے گا لیکن کیا کیجیے پورا عالم اسلام بھارت کے خلاف مذمتی قراردادیں بھی پاس کرتا ہے اور ساتھ ہی اسے ''موسٹ فیورٹ'' قوم بھی ڈیکلیئر کردیتا ہے۔کشمیریوں کی حمایت میں نعرے اور بیانات بھی جاری کرتا ہے اور ساتھ ہی بھارتی ٹینکوں کو تیل بھی فراہم کرتا ہے۔ ہر کانفرنس، ہر اجلاس اور ہر ریفرنس میں مظلوم کشمیریوں کے لیے آنسو بھی بہاتا ہے اور ساتھ ہی بھارت سے تجارتی معاہدے بھی کرتا ہے۔لہٰذا او آئی سی کی ہر مذمتی قرارداد کے بعد بھارت قہقہے لگاتا ہے اور یورپ اور امریکہ بغلیں بجاتے ہیں۔

یہ دنیا کا مسلمہ اصول ہے۔مطالبہ کمزور کرتے ہیں یا منافق اور پورا عالم اسلام اس وقت ان دونوں علتوں کا شکار ہے اور یہ بھی اسی دنیا کا اصول ہے جو شخص قوت بازو سے اپنا حق وصول نہیں کرسکتا، اسے وہ حق مطالبوں، قراردادوں اور میمورنڈمز سے نہیں ملا کرتا۔ہم ۶۱، اسلامی ممالک کمزوری اور سفارتی منافقت کا شکار ہیں۔لہٰذا کشمیر ہو یا فلسطین ہر آنے والا دن ہمیں ہمارے حق سے دور لے جارہا ہے۔ ہر پھیلتی شام اور وسیع ہوتی ہر رات ہمیں ہمارے استحقاق سے محروم کررہی ہے۔

(مطبوعہ: روزنامہ ''جنگ'' ۲۱/ اکتوبر ۲۰۰۳ء)